بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۴

REGD. NO. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ ۱۳ رشعبان ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ ‖ ۱۱ رتبلیغ ۱۳۳۹ ہش ‖ ۱۱ رفروری ۱۹۶۰ء ‖ نمبر ۳۳

عوام کو کمیونسٹوں کی تخریبی کارروائیوں کے خطرہ سے آگاہ کرنے کا مشورہ

سیٹو کے سیمینار میں پاکستان کے وزیر داخلہ جنرل کے ایم شیخ کی افتتاحی تقریر

لاہور ۱۰ رفروری۔ پاکستان کے وزیر داخلہ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم شیخ نے کل معاہدہ جنوب مشرقی ایشیا کی تنظیم (سیٹو) کے سیمینار میں شرکت کرنے والے مندوبین کو مشورہ دیا کہ وہ سادہ لوح عوام کو کمیونسٹوں کی تخریبی کارروائیوں کے خطرہ سے اچھی طرح آگاہ کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ اگر اشتراکی تخریب پسندی کی فتح ہوئی تو اس کے نتائج کس قدر ہولناک ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ کمیونسٹوں کی تخریبی سرگرمیوں کے سد باب کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کی غرض سے منعقدہ اس بین الاقوامی سیمینار میں نہ صرف اشتراکی خطرہ کی نوعیت اور وسعت کا ماہرانہ نقطہ نگاہ سے جائزہ لینا چاہیئے۔ بلکہ یہ بتانا چاہیئے۔ کہ عوام کو اس خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے کس نوعیت کے جوابی اقدامات کئے جائیں۔

وزیر داخلہ لیفٹیننٹ جنرل شیخ نے کل صبح اسمبلی ہال میں سیٹو کے زیر اہتمام کمیونسٹوں کی تخریبی سرگرمیوں کے سدباب کے موضوع پر بین الاقوامی سیمینار کے پہلے اجلاس کی صدارت کی۔ آپ نے اپنی افتتاحی تقریر میں اشتراکی نظام کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اگرچہ بین الاقوامی کمیونزم کے لیڈروں نے گزشتہ سالوں سے بعض ملکوں میں بغاوت کرانے اور تشدد کا بازار گرم کرنے کی پالیسی بظاہر ترک کر رکھی ہے۔ تاہم کسی کو اشتراکیت کی اس امن پسندی سے گمراہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ حقیقت آج بھی ناقابل تردید ہے کہ کمیونسٹوں کے مستقل انقلاب کا انحصار بغاوت اور تخریب پر ہی ہے۔ اس کا واضح ثبوت ان ممالک سے ملتا ہے۔ جہاں ابھی تک خونریزی جاری ہے۔ آپ نے کہا کہ کمیونسٹوں کی موجودہ امن پسندی بالکل عارضی ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آئندہ کچھ عرصہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایٹمی تجربات پر پابندی کی نئی امریکی تجویز

واشنگٹن ۱۰ رفروری۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ہرٹر نے کل اپنی پریس کانفرنس میں امید ظاہر کی کہ امریکہ جنیوا میں ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات کی بندش کی کانفرنس میں ایک نئی تجویز پیش کرنے والا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ جب تک تجویز پیش نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اس کی تفاصیل کا انکشاف نہیں کیا جا سکتا۔

دس ممالک کے نمائندوں پر مشتمل بین الاقوامی کمیٹی کے اجلاس پر جو ۱۵ رمارچ کو جنیوا میں شروع ہونے والا ہے تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر ہرٹر نے کہا کمیٹی کے اتحادی ارکان امریکہ۔ برطانیہ۔ کینیڈا۔ فرانس اور اٹلی کا اجلاس اسی ہفتہ یہاں ہونے والا ہے۔ جس میں کمیٹی کے باقی پانچ کمیونسٹ ارکان سے ان کی متوقع بات چیت کے منصوبوں پر بحث کی جائے گی۔ فریق مخالف کی جانب سے روس۔ بلغاریہ۔ چیکوسلواکیہ پولینڈ اور رومانیہ اس بات چیت میں حصّہ لیں گے ؂

—— راولپنڈی ۱۰ رفروری۔ وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب ۱۹ رفروری کو کراچی جا رہے ہیں۔ جہاں سے وہ ۲۴ رفروری کو واشنگٹن روانہ ہو جائیں گے وہ ۱۱ رمارچ کو کراچی واپس پہنچیں گے۔

جامعہ احمدیہ میں عربی اور اردو زبان کے سالانہ تقریری مقابلے

سید داؤد احمد انور ہر دو مقابلوں میں اوّل قرار پائے

ربوہ ۱۰ رفروری۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کے سالانہ تقریری مقابلے کل مورخہ ۹ رجنوری ۱۹۶۰ء بروز منگل ساڑھے چھ بجے شام کے بعد جامعہ کے ہال میں اپنی روایتی شان کے ساتھ منعقد ہوئے۔ ان عربی اور اردو مقابلوں کا انعقاد "الجمعیۃ العلمیہ" کے زیر اہتمام عمل میں آیا تھا۔ جن میں صدارت کے فرائض جمعیۃ کے پریذیڈنٹ مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے ادا کئے۔ یہ مقابلے سنجیدگی و متانت اور وقار و تمکنت کے نمایاں اوصاف کے باعث اسلامی آداب کے پوری طرح آئینہ دار تھے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد جو منصور احمد صاحب انڈونیشین نے کی۔ الجمعیۃ کے نائب الرئیس جمیل الرحمٰن صاحب رفیق

(باقی صفحہ ۸ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

—— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ ——

ربوہ ۱۰ رفروری بوقت پونے گیارہ بجے دن

کل دن بھر حضور کو دائیں گھٹنے میں نقرس کے باعث شدید درد کی تکلیف رہی۔ کچھ حرارت بھی ہو گئی۔ رات نیند بارہ بجے تک نہ آئی۔ اس کے بعد نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں ؂

آل پاکستان انٹر کالجیئٹ مباحثہ میں تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ کی کامیابی

ربوہ ۱۰ رفروری۔ مورخہ ۸ رفروری کو گورنمنٹ کالج سرگودھا میں ایک آل پاکستان انٹر کالجیئٹ مباحثہ ہوا۔ جس کا موضوع تھا "جنگ معاشرہ کا لازمی جزو ہے"۔ پاکستان کے مختلف کالجوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا۔ تعلیم الاسلام کالج یونین کے مقرر عبد السمیع صاحب (ابن مولوی عبد الغفور صاحب مربی سلسلہ) نے دوسرا انعام حاصل کیا۔ آپ نے موضوع کی تائید کی۔ اس سے پہلے گوجرانوالہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

بھارت نے میکموہن لائن کے نقشے شائع کر دیئے

نئی دہلی ۱۰ رفروری۔ وزارت خارجہ بھارت نے ایک اٹلس شائع کی ہے جس کے ذریعہ میکموہن لائن اور پاک ہند برصغیر اور چین کی مشترک سرحدات کی وضاحت کی گئی ہے۔ بھارت کی شمالی سرحدوں کا اٹلس انتالیس نقشوں پر مشتمل ہے۔ ایک نقشے میں لداخ کا متنازعہ فیہ علاقہ اور پاکستان کے بعض شمالی علاقے بھی دکھائے گئے ہیں۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

سیرتِ طیّبہ

(حضرت مسیح موعودؑ کے خُلقِ عظیم کے تین درخشاں پہلو)

تقریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی برموقعہ جلسہ سالانہ

(۳)

شفقت علیٰ خلقِ اللہ

اب میں خدا کے فضل سے اپنے اس مضمون کے تیسرے حصّہ کی طرف آتا ہوں جو **شفقت علیٰ خلقِ اللہ** سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے اس مختصر سے مقالہ کے لئے **(اوّل) محبّتِ الٰہی** اور **(دوم) عشقِ رسُول** اور **(سوم) شفقت علیٰ خلقِ اللہ** کے عنوان اس لئے منتخب کئے ہیں کہ یہ ہمارے **دین و مذہب کا خلاصہ** اور ایک مسلمان کے ایمان و اخلاق کا **مرکزی نقطہ** ہیں۔ حتّٰی کہ ایک مامور من اللہ کی روحانیت اور اس کے اخلاق اور اس کی قدر و منزلت کو پہچاننے کے لئے بھی اس سے بڑھ کر کوئی اور کسوٹی نہیں۔ منبعِ حیات یعنی **ذاتِ باری تعالیٰ** کے ساتھ گہرا پیوند ہو۔ پیغام الٰہی کے لانے والے **رسول** کی محبت روح کی غذا ہو اور **مخلوقِ خدا** کی ہمدردی کا جذبہ دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔ بس یہیں **آمد نشانِ کامِلاں** ہے۔

میں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبۂ محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول کے متعلق بیان کر چکا ہوں۔ اب مختصر طور پر آپ کے جذبۂ **شفقت علیٰ خلقِ اللہ** کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اس تعلق میں سب سے پہلے میرے سامنے وہ **مقدّس عہد** آتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی حکم کے ماتحت ہر بیعت کرنے والے سے لیتے تھے اور جس پر جماعت احمدیہ کی بنیاد قائم ہوئی۔ یہ عہد **دس شرائطِ بیعت** کی صورت میں شائع ہو چکا ہے اور گویا **احمدیت کا بنیادی پتھر** ہے۔ اس عہد کی شرط نمبر ۴ اور شرط نمبر ۹ کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ **ہر بیعت کرنے والا**:

"**عام خلق اللہ** کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ **نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح**"

اور

"**عام خلق اللہ کی ہمدردی** میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں **سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا**۔"

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

یہ وہ عہد بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی حکم کے ماتحت مقرر فرمایا اور جس کے بغیر کوئی احمدی **سچا احمدی** نہیں سمجھا جا سکتا۔ اب مقامِ غور ہے کہ جو شخص اپنی بیعت اور اپنے رُوحانی تعلق کی بنیاد ہی اسبات پر رکھتا ہے کہ بیعت کرنے والا **تمام مخلوق** کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کریگا اور اُسے ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کے لئے کوشاں رہے گا اور اسے کسی نوع کی تکلیف نہیں دے گا۔ اُس کا اپنا نمونہ اس بارے میں کیسا اعلیٰ اور کیسا شاندار ہونا چاہیئے اور خدا کے فضل سے ایسا ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل **ہر انسان اور ہر قوم** کی ہمدردی سے معمور ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں تمام **مسلمانوں** اور **عیسائیوں اور ہندوؤں** اور **آریوں** پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں **کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔** میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک **والدۂ مہربان** اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن **باطل عقائد** کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے **انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔** اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔

(اربعین نمبر ا صفحہ ۲)

یہ ایک محض زبانی دعوےٰ نہیں تھا بلکہ آپ کی **زندگی کا ہر لمحہ** مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں گذرتا تھا۔ اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے **ارفع اخلاق** کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں تک کے لئے **حقیقی ماؤں کی سی تڑپ** رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ جو آپ کے مکان ہی کے ایک حصّہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا زور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو **علیحدگی میں** دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب رضؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر **درد اور سوزش** تھی کہ سننے والے **کا پتّہ پانی ہوتا تھا**۔ اور آپ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت **دردِ زِہ** سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ **الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کریگا**"۔

(سیرت مسیح موعودؑ شمائل و اخلاق حصّہ سوم صفحہ ۳۹۵۔ مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ)

ذرا غور کرو کہ آپ کے مخالفوں پر ایک **عذابِ الٰہی** نازل ہو رہا ہے اور عذابِ الٰہی بھی وہ جو ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق آپ کی صداقت میں ظاہر ہُوا ہے اور پیشگوئی بھی ایسی جس کے ٹلنے سے جلد باز لوگوں کی نظر میں آپ کی صداقت مشکوک ہو سکتی ہے مگر پھر بھی آپ مخلوقِ خدا کی ہلاکت کے خیال سے بے چین ہوئے جاتے ہیں اور خدا کے سامنے **تڑپ تڑپ کر** عرض کرتے ہیں کہ خدایا! تو رحیم و کریم ہے تو اپنی مخلوق کو اس عذاب سے بچانے اور ان کے ایمان کی سلامتی کے لئے اپنی جناب سے کوئی اور رستہ کھول دے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ جب آریہ قوم میں سے اسلام کا دشمن نمبرا یعنی **پنڈت لیکھرام** آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہُوا تو آپ نے جہاں اسبات پر کہ خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ظاہر ہُوا ہے طبعاً شکر اور خوشی کا اظہار فرمایا وہاں آپ کو پنڈت جی کی موت کا افسوس بھی ہُوا کہ وہ صداقت سے محروم ہونے کی حالت میں ہی چل بسے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے **درد بھی ہے اور خوشی بھی۔** درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا، اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اسکے لئے دعا کرتا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر (وہ اُس کے زخم ایسے ہوتے کہ) وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جا چکا ہوتا تب بھی وہ (بچ جاتا اور) زندہ رہتا"

(سراج منیر صفحہ ۲۴)

ایک دفعہ بعض عیسائی مشنریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدامِ قتل کا سراسر جھوٹا مقدمہ دائر کیا اور ان مسیحی پادریوں میں ڈاکٹر مارٹن کلارک

پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپ کی صداقت کھول دی اور آپ اس مقدمہ میں جس میں عیسائیوں کے ساتھ مل کر آریوں اور بعض غیر احمدی مخالفین نے بھی آپ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا کہ کسی طرح آپ سزا پا جائیں **عزت کے ساتھ بری** کئے گئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا تو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو بعد میں کرنیل کے عہدہ تک پہنچے اور ابھی حال ہی میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا :-

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ **ڈاکٹر کلارک** پر (اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے) مقدمہ چلائیں؟ اگر آپ مقدمہ چلانا چاہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔" آپ نے بلا توقف فرمایا کہ۔ میں کوئی مقدمہ چلانا نہیں چاہتا **میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔"**

(سیرۃ مسیح موعودؑ مصنفہ عرفانی صاحب صفحہ ۱۰۷)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس فرقہ اہل حدیث کو کون نہیں جانتا۔ وہ جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **دوست اور ہم مکتب** ہوتے تھے اور حضور کی پہلی تصنیف "**براہین احمدیہ**" پر انہوں نے بڑا **شاندار ریویو** بھی لکھا تھا۔ اور یہاں تک لکھا تھا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں کوئی کتاب اس شان کی نہیں لکھی گئی مگر مسیح موعود کے دعوے پر یہی مولوی صاحب مخالف ہو گئے اور مخالف بھی ایسے کہ انتہا کو پہونچ گئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور **دجّال اور ضالّ** قرار دیا۔ اور آپ کے خلاف ملک بھر میں مخالفت کی خطرناک آگ بھڑکا دی۔ انہی مولوی محمد حسین صاحب کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمہ میں آپ کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل **مولوی فضل دین صاحب** نے جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان کے خاندان اور **حسب و نسب** کے متعلق بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے

اُنہیں یہ کہہ کر سختی سے روک دیا کہ میں آپ کو ایسے سوالات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپ نے جلدی سے مولوی فضل دین صاحب کے منہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ کہیں ان کی زبان سے کوئی نامناسب لفظ نہ نکل جائے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔ اس کے بعد مولوی فضل دین صاحب موصوف ہمیشہ اس واقعہ کا حیرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب **عجیب اخلاق** کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اُس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ میں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۴۸، ۲۴۷)

یہ وہی مولوی محمد حسین صاحب ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے کہ :-

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاہُ فِی الصِّبَا
وَلَیْسَ فُؤَادِیْ فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

"یعنی تُو نے اُس **محبت کے درخت** کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانہ میں اپنے دل میں نصب کیا تھا۔ مگر میرا دل تو کسی صورت میں محبت کے معاملہ میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔"

دوستی اور وفاداری کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل حقیقۃً بے نظیر جذبات کا حامل تھا۔ آپ نے کسی کے ساتھ تعلقات قائم کرکے ان تعلقات کو توڑنے میں کبھی پہل نہیں کی۔ اور ہر حال میں محبت اور دوستی کے تعلقات کو کمال وفاداری کے ساتھ نبھایا۔ چنانچہ آپ کے مقرب حواری حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ :-

"حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دن فرمایا۔ میرا یہ **مذہب** ہے کہ جو شخص عہدِ دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ شخص کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اُس سے **قطع تعلق نہیں کر سکتا۔** ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے **شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو** تو ہم بلا خوف **لَوْمَۃَ لَائِم** اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے فرمایا عہد دوستی **بڑا قیمتی جوہر** ہے۔ اس کو آسانی سے ضائع نہیں کر دینا چاہئے۔ اور دوستوں کی طرف سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آئے اُس پر اغماض اور تحمل کا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔"

(سیرۃ مسیح موعود مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ صفحہ ۳۶)

اسی روایت کے متعلق حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت مخلص صحابی تھے بیان کرتے تھے کہ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ایسا شخص **شراب میں بے ہوش** پڑا ہو تو ہم اسے اٹھا کر لے آئیں گے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کریں گے اور جب وہ ہوش میں آنے لگے گا تو اُس کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں گے تاکہ وہ ہمیں دیکھ کر **شرمندہ نہ ہو۔**

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۹۳)

اس سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ **شرابیوں اور فاسقوں اور فاجروں کو** اپنا دوست بنانا چاہیئے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی دوست ہو اور وہ بعد میں کسی کمزوری میں مبتلا ہو جائے تو اِس وجہ سے اُس کا ساتھ نہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ بلکہ وفاداری کے طریق پر اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ احباب جماعت غور کریں کہ کیا وہ اِن اخلاق پر قائم ہیں اور یاد رکھو کہ **احمدیت کی اخوّت کا عہد** دوستی کے عہد سے بھی زیادہ مقدس ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

"اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا"

(بخاری)

"یعنی اپنے ہر دینی بھائی کی مدد تمہارا فرض ہے **خواہ وہ ظالم ہے یا کہ مظلوم ہے۔"** صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد تو ہم سمجھتے ہیں مگر ظالم کی مدد کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا۔ ظالم کی مدد اُسے ظلم سے روکنے کی صورت میں کرو۔ مگر بہر حال **اخوّت کے عہد** کو کسی صورت میں ٹوٹنے نہ دو۔

قادیان میں ایک صاحب لالہ بڈھا مل ہوتے تھے۔ یہ صاحب بہت کٹر قسم کے آریہ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی بڑی مسجد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ایک **مینار** کی بنیاد رکھی، تو قادیان کے ہندوؤں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس شکایت کی کہ اِس مینار کی تعمیر روک دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہماری عورتوں کی بے پردگی ہوگی۔ یہ ایک فضول عذر تھا۔ کیونکہ اول تو مینار کی چوٹی سے کسی کو پہچاننا بہت مشکل ہوتا ہے اور پھر اگر بالفرض کوئی بے پردگی تھی بھی تو وہ سب کے لئے تھی جس میں احمدی جماعت بھی شامل تھی بلکہ جماعت احمدیہ پر اس کا زیادہ اثر پڑتا تھا کیونکہ یہ مینار احمدیہ محلہ میں تھا۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے حکومت کے عام طریق کے مطابق ہندوؤں کی یہ شکایت تحصیلدار صاحب بٹالہ کے پاس رپورٹ کے لئے بھجوا دی۔ تحصیلدار صاحب قادیان آئے تو حضرت مسیح موعودؑ سے ملے اور مینار کی تعمیر کے متعلق حالات دریافت کئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہم نے یہ مینار کوئی سیر و تفریح یا تماشے کے لئے نہیں بنایا بلکہ محض ایک دینی غرض کے لئے بنایا ہے تاکہ ہمارے **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی** پوری ہو اور تا ایک بلند جگہ سے **اذان کی آواز** لوگوں کے کانوں تک پہنچائی جائے اور روشنی کا انتظام بھی کیا جائے۔ ورنہ ہمیں اس پر روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تھی تحصیلدار صاحب نے کہا یہ ہندو صاحبان بیٹھے ہیں۔ اِن کو اس جا عونی ہے کہ ہمارے

گھروں کی بے پردگی ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ یہ اعتراض درست نہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے محض ہماری مخالفت میں یہ درخواست دی ہے ورنہ بے پردگی کا کوئی سوال نہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی بے پردگی ہے بھی تو وہ ہماری بھی ہے۔ پھر آپ نے لالہ بڈھامل کی طرف اشارہ کیا جو بعض دوسرے ہندوؤں کے ساتھ مل کر تحصیلدار صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آئے تھے اور فرمایا کہ یہ لالہ بڈھامل بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ میرے لئے ان کو **فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع** پیدا ہوا ہو اور میں نے ان کی امداد میں دریغ کیا ہو۔ اور پھر ان سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے **نقصان پہنچانے کا** انہیں کوئی موقع ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رُکے ہوں؟ حافظ روشن علی صاحبؓ جو سلسلہ احمدیہ کے ایک جیّد عالم تھے بیان کیا کرتے تھے کہ اُس وقت لالہ بڈھامل پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے اُنہیں جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بات کا جواب دینا تو درکنار حضور کی طرف آنکھ اُٹھاکر بھی دیکھ سکیں۔ حقیقتاً یہ مخالفوں اور ہمسایوں پر شفقت کی ایک **شاندار مثال** ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۵۲ و صفحہ ۱۵۳)

ہماری جماعت کے اکثر پرانے دوست حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے چچا زاد بھائیوں مرزا امام دین اور مرزا نظام دین صاحبان کو جانتے ہیں۔ یہ دونو اپنی بے دینی اور دنیاداری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت ترین مخالف تھے بلکہ حقیقتاً وہ اسلام کے ہی دشمن تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے محض حضرت مسیح موعودؑ کی ایذا رسانی کے لئے حضورؑ کے گھر کے قریب والی مسجد مبارک کے رستہ میں **دیوار** کھینچ دی۔ اور مسجد میں آنے جانے والے نمازیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے ملاقاتیوں کا رستہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے حضورؑ کو اور قادیان کی قلیل سی جماعت احمدیہ کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ اور وہ گویا قید کے بغیر ہی قید ہو کر رہ گئے۔ لاچار اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے وکلاء کے مشورہ سے قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی۔ اور ایک لمبے عرصہ تک یہ تکلیف دہ مقدمہ چلتا رہا۔ اور بالآخر خدائی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو فتح ہوئی اور یہ **دیوار گرائی** گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے حضور سے اجازت لینے

بلکہ اطلاع تک دیئے بغیر مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے

قرقی کا حکم جاری کرالیا۔

اس پر مرزا صاحبان نے جن کے پاس اس وقت اس قرقی کی بے باقی کے لئے پورا روپیہ نہیں تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑی لجاجت کا خط لکھا اور یہاں تک کہلا بھیجا کہ بھائی ہو کر اس قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرنے لگے ہو؟ حضرت مسیح موعودؑ کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ اپنے وکیل پر سخت خفا ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی ہے؟ اسے فوراً واپس لو۔ اور دوسری طرف مرزا صاحبان کو جواب بھجوایا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں **کوئی قرقی نہیں ہوگی۔** یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔ (سیرۃ المہدی و سیرتِ مسیح موعودؑ مصنفہ عرفانی صاحبؓ صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۷)

دوست سوچیں اور غور کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے **شرکاء** جن کی دشمنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی حضور کو دُکھ دینے کے لئے اور حضورؑ کی مٹھی بھر جماعت کو (اس وقت جماعت مٹھی بھر ہی تھی) پریشان کر کے منتشر کرنے کے لئے ایک خطرناک تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس تدبیر کو کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور جھوٹا سچا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے مگر جب وہ ناکام ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی اطلاع کے بغیر ان پر خرچہ کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے تو بھاگتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ظالم ہوتے ہوئے گلہ کرتے ہیں کہ ہم پر یہ بوجھ کیوں ڈالا جا رہا ہے؟ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعودؑ مظلوم ہوتے ہوئے بھی اپنے دشمنوں سے معذرت کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے وکیل نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ ڈگری جاری کرادی ہے۔ یہ سلوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فِدَاہُ نَفْسِیْ) کے اُس عدیم المثال سلوک کی اتباع میں تھا جو آپؐ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے مفتوح اور مغلوب دشمنوں سے فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:-

"اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ"

(زرقانی و تاریخ خمیس)

"یعنی جاؤ تم آزاد ہو۔ میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔"

پھر اپنے دوستوں اور خادموں کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام مجسم عفو و

شفقت تھے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنی تصنیف "سیرۃ مسیح موعودؑ" میں حضرت مولوی نورالدّین صاحبؓ (خلیفہؓ اوّل) کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلامؑ" کا عربی حصّہ لکھ رہے تھے۔ حضورؑ نے مولوی نورالدّین صاحبؓ (خلیفہ اوّلؓ) کو ایک بڑا دو ورقہ اس زیرِ تصنیف کتاب کے مسوّدہ کا اس غرض سے دیا کہ فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے پہنچا دیا جائے۔ وہ ایسا مضمون تھا کہ اُس کی خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو **ناز تھا۔** مگر مولوی صاحب سے یہ دو ورقہ کہیں گر گیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے ہر روز کا تازہ عربی مسودہ فارسی ترجمہ کے لئے ارسال فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اُس دن غیر معمولی دیر ہونے پر مجھے طبعاً فکر ہوا اور میں نے مولوی نورالدین صاحبؓ سے ذکر کیا کہ آج حضرت صاحب کی طرف سے مضمون نہیں آیا۔ اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور دیر ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ یہ الفاظ میرے مُنہ سے نکلے ہی تھے کہ مولوی نورالدّین صاحبؓ کا **رنگ فق ہوگیا۔** کیونکہ یہ دو ورقہ مولوی صاحب سے کہیں گر گیا تھا۔ بے حد تلاش کی مگر مضمون نہ ملا۔ اور مولوی صاحب سخت پریشان تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اطلاع ہوئی تو حسبِ معمول **ہشاش بشاش مسکراتے ہوئے** باہر تشریف لائے اور خفا ہونا یا گھبراہٹ کا اظہار کرنا تو درکنار اُلٹا **اپنی طرف سے معذرت** کرنے لگے کہ مولوی صاحب کو مسودہ کے گم ہونے سے ناحق تشویش ہوئی۔ مجھے مولوی صاحب کی تکلیف کی وجہ سے بہت افسوس ہے۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے گم شدہ کاغذ سے **بہتر مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرما دے گا۔**"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹)

اس لطیف واقعہ سے ایک طرف حضرت حضرت مسیح موعودؑ کے غیر معمولی **جذبۂ شفقت** اور دوسری طرف اپنے آسمانی آقا کی نصرت پر غیر معمولی **توکّل** پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ غلطی حضرت مولوی نورالدّین صاحبؓ سے ہوئی تھی کہ **ایک قیمتی مسوّدہ** کی پوری حفاظت نہیں کی اور اسے ضائع کر دیا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی **شفقت** کا یہ مقام ہے کہ خود پریشان ہوئے جاتے ہیں اور معذرت فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو مسوّدہ گم ہونے سے اتنی تکلیف ہوئی ہے اور پھر **توکّل** کا یہ مقام ہے کہ ایک مضمون کی فصاحت و بلاغت اور اس کے معنوی محاسن پر ناز ہونے کے باوجود اُس کے کھوئے جانے پر کس **استغنا کے رنگ میں** فرماتے ہیں کہ **کوئی فکر کی بات نہیں خدا ہمیں اس سے بہتر مضمون عطا فرمادیگا!!**

یہ شفقت اور یہ توکّل اور یہ تحمّل خدا کے خاص بندوں کے سوا کسی اور میں پایا جانا ممکن نہیں۔

ہمارے نانا جان **حضرت میر ناصر نواب صاحب** مرحومؓ کا ایک **قریبی عزیز** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں آکر کچھ عرصہ رہا تھا۔ ایک دن سردی کے موسم کی وجہ سے ہمارے نانا جان مرحومؓ نے اپنا ایک **مستعمل کوٹ** ایک خادمہ کے ہاتھ اُسے بھجوایا تاکہ یہ عزیز سردی سے محفوظ رہے۔ مگر کوٹ کے مستعمل ہونے کی وجہ سے اُس عزیز نے یہ کوٹ حقارت کے ساتھ واپس کر دیا کہ میں استعمال شدہ کپڑا نہیں پہنتا۔ اتفاق سے جب یہ خادمہ اُس کوٹ کو لے کر میر صاحبؓ کی طرف واپس جا رہی تھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے اُسے دیکھ لیا اور پوچھا کہ یہ کیا کوٹ ہے اور کہاں لئے جاتی ہو؟ اُس نے کہا میر صاحب نے یہ کوٹ اپنے فلاں عزیز کو بھیجا تھا مگر اُس نے مستعمل ہونے کی وجہ سے بہت بُرا مانا ہے اور واپس کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:-

"واپس نہ لے جاؤ اِس سے **میر صاحب کی دِل شکنی ہوگی۔ تم یہ کوٹ ہمیں دے جاؤ۔ ہم پہنیں گے۔** اور میر صاحب

سے کہہ دینا کہ میں نے رکھ لیا ہے۔"
(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۲)

یہ ایک انتہائی شفقت اور انتہائی دلداری کا مقام تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ مستعمل کوٹ خود اپنے لئے رکھ لیا تاکہ حضرت نانا جانؓ کی دل شکنی نہ ہو ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کو کوٹوں کی کمی نہیں تھی اور حضور کے خدام حضور کی خدمت میں بہتر سے بہتر کوٹ پیش کرتے رہتے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ انتہائی سادگی اور بے نفسی کا بھی اظہار تھا کہ دین کا بادشاہ ہو کر اترے ہوئے کوٹ کے استعمال میں تامل نہیں کیا۔

انسان کے اخلاق کا ایک نمایاں پہلو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سلوک سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس معاملہ میں زیادہ بیان کرتے ہوئے طبعاً حجاب محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے صرف اس مختصر بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشادِ نبوی کا کامل نمونہ تھے کہ:۔

"خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِہٖ" (ترمذی)

"یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے۔"

اس کی تشریح میں اُس تاثر کو بیان کرنے میں حرج نہیں جو اس معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت کے دلوں میں پایا جاتا تھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ساری جماعت جانتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابی تھے۔ ایک دفعہ ان کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی امر میں اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر خفا ہوئے۔ مفتی صاحب کی اہلیہ نے اس خانگی ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی اہلیہ کے ساتھ ذکر کیا۔ غالباً اُن کا منشاء یہ تھا کہ اس طرح بات حضرت اماں جانؓ تک اور پھر حضرت مسیح موعودؑ تک پہنچ جائے گی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب طبیعت کے بہت ذہین اور بڑے بذلہ سنج تھے۔ اس رپورٹ کے پہنچنے پر مفتی صاحب سے فرمایا "مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آج کل **ملکہ کا راج** ہے"۔ لطیفہ اس بات میں یہ تھا کہ اُن ایام میں ہندوستان پر **ملکہ وکٹوریہ** کی حکومت تھی۔ اور حضرت مولوی صاحبؓ کے الفاظ میں یہ بھی اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود **مستورات کے حقوق** کا بہت خیال رکھتے اور ان معاملات میں اپنے اہل خانہ کے مشورہ کو زیادہ وزن دیتے ہیں۔ مفتی صاحب مولوی صاحب کا اشارہ سمجھ گئے اور فوراً جا کر بیوی کو منا لیا۔ اور اس طرح گھر کی ایک وقتی رنجش **جنتِ ارضی** والے سکون اور راحت میں بدل گئی۔
(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۰۲)

انسان کے اہل خانہ میں اس کی **اولاد** بھی شامل ہے اور اس میدان میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا **اسوہ بہت بلند** تھا۔ آپ اپنے بچوں کے ساتھ بڑی شفقت اور بڑی محبت کا سلوک فرماتے تھے مگر دوسری محبتوں کی طرح یہ محبت بھی **محبت الٰہی کے تابع تھی** چنانچہ جب ہمارا سب سے چھوٹا بھائی **مبارک احمد** بیمار ہوا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت مسیح موعود کو بڑی کثرت کے ساتھ قربِ وفات کے الہامات ہو رہے تھے آپ نے انتہائی توجہ اور جانسوزی سے اس کی تیمارداری فرمائی اور گویا تیمارداری میں **دن رات ایک کر دیا** مگر جب وہ قضاءِ الٰہی سے فوت ہو گیا تو آپ نے اس کی وفات پر یہ **شعر** فرما کر **کامل صبر** کا نمونہ دکھاتے ہوئے پورے شرحِ صدر کے ساتھ راضی برضاءِ الٰہی ہو گئے اور مرنے والے بچے کو اس طرح بھول گئے کہ گویا وہ کبھی تھا ہی نہیں۔ فرماتے ہیں:۔

برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بچوں کی تربیت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود نصیحت کرنے اور بری صحبت سے بچانے کے علاوہ اولاد کے لئے دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے چنانچہ جو اشعار آپ نے اپنے بچوں کے **ختم قرآن** کے موقعہ پر **آمین** کے رنگ میں فرمائے وہ اس روحانی طریقِ تربیت کی ایک بڑی دلکش مثال ہیں۔ میں یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند شعر لکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور
تو نے مجھے دئے ہیں یہ تین تیرے چاکر
تیرا ہوں میں سراسر تو میرا ربِّ اکبر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں
یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر ز نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں **رحمت ضرور رکھیو**
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اور دوسری آمین میں فرماتے ہیں:۔

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں **عجز و بکا** ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
عجب محسن ہے تو بحر الایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برأت ان کو عطا کر **بندگی** سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا **بد زندگی** سے
وہ ہوں میری طرح **دیں کے منادی**
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یقیناً ہماری کمزوریوں کے باوجود ہماری زندگیوں کی ہر برکت انہی پاک دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

انسان کے اخلاق میں **مہمان** کا بھی ایک **خاص مقام** ہوتا ہے اس تعلق میں ایک مختصر سی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحبؓ ہوتے تھے جو رہنے والے تو چکوال کے تھے مگر راولپنڈی میں دکان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا۔ اور کافی رات گذر گئی اور قریباً **گیارہ بجے کا وقت** ہو گیا تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعودؑ کھڑے تھے ایک ہاتھ میں **گرم دودھ** کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا۔ کہیں سے دودھ آ گیا تھا۔ میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں۔ آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اسلئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کہ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں! یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے!!
(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۵۵)

سیٹھی صاحب تو خیر مہمان تھے مجھے ایک صاحب نے سنایا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ میں کبھی کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ **خادم** کے طور پر حضور کے سفروں میں ساتھ چلا جایا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا قاعدہ تھا کہ **سواری کا گھوڑا** مجھے دے دیتے تھے کہ تم چڑھو اور آپ ساتھ ساتھ پیدل چلتے تھے یا کبھی میں زیادہ اصرار کرتا تو کچھ وقت کے لئے خود سوار ہو جاتے تھے اور باقی وقت مجھے سواری کے لئے فرماتے تھے۔ اور جب ہم منزل پر پہنچتے تھے تو چونکہ وہ **زمانہ بہت سستا** تھا حضور مجھے کھانے کے لئے چار آنے کے پیسے دیتے تھے اور خود ایک آنہ کی دال روٹی منگوا کر یا چنے بھنوا کر گذارہ کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ وہ بہت ممتاز صحابہ میں سے تھے اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی قریب کی صحبت کا بہت لمبا موقع میسر آیا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعود کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ میں حضور کو ملنے اندرون خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا۔ میں ایک چارپائی پر ذرا لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ حضور اُس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود میری چارپائی کے پاس نیچے **فرش** پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی محبت سے پوچھا مولوی صاحب! آپ کیوں اُٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کیا حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے ہو سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں **میں تو آپکا پہرہ دے رہا تھا**۔ بچے شور کرتے تھے تو میں انہیں روکتا تھا تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے اللہ اللہ!! شفقت کا کیا عالم تھا (سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ صفحہ ۳۶)

اب ذرا **غریبوں** اور سائلوں پر **شفقت** کا حال بھی سن لیجئے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چرائے لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور شور پڑ گیا۔ حضرت مسیح موعود اُس وقت اپنے کمرے میں کام کر رہے تھے۔ شور سن کر باہر تشریف لائے تو یہ نظارہ دیکھا کہ ایک **غریب عورت** پیچھے کھڑی ہے اور اُس کے ہاتھ میں تھوڑے سے چاولوں کی گٹھڑی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو واقعہ کا علم ہوا اور اس غریب عورت کا حلیہ دیکھا تو آپ کا **دل پسیج گیا**۔ فرمایا یہ بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے اسے کچھ نہ کہو بلکہ **کچھ اور چاول دیکر رخصت کر دو**۔ (سیرت مسیح موعود مصنفہ عرفانی صاحبؓ حصہ اول صفحہ ۹۰)

اس واقعہ پر کوئی جلد باز شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ بات تو چوری پر دلیری پیدا کرنے والی ہے مگر دانا لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جب مال خود حضرت مسیح موعود کا اپنا تھا اور لینے والی عورت ایک بھوکی اور کنگال عورت تھی تو یہ چوری پر اعانت نہیں بلکہ حقیقتہً **اطعامِ مسکین** میں داخل ہے حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے حالات میں جبکہ چوری کرنے والا بہت غریب ہو اور انتہائی بھوک کی حالت میں کوئی کھانے کی چیز اٹھائے تو اُسے سارق نہیں گردانا بلکہ چشم پوشی سے کام لیا ہے۔

ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ سیر سے واپس آکر اپنے مکان میں داخل ہو رہے تھے کہ کسی سائل نے دُور سے سوال کیا۔ مگر اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں اُس سائل کی آواز گم ہو کر رہ گئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اندر چلے گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کانوں میں اُس سائل کی دُکھ بھری آواز کی گونج اُٹھی تو آپ نے باہر آکر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اُسی وقت یہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ اندرونِ خانہ تشریف لے گئے۔ مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر اُسی سائل کی آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ پر کچھ رقم رکھ دی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اِس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اُسے واپس لائے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۸۶)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا اپنے عزیزوں کے لئے۔ اور رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے۔ اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔ اور رحمت تھا اپنے ہمسایوں کے لئے۔ اور رحمت تھا اپنے خادموں کے لئے۔ اور رحمت تھا سائلوں کے لئے۔ اور رحمت تھا عامّۃ النّاس کے لئے۔ اور دنیا کا کوئی چھوٹا یا بڑا طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے اُس نے رحمت اور شفقت کے پھول نہ بکھیرے ہوں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ رحمت تھا اِسلام کے لئے جس کی خدمت اور اِشاعت کے لئے اُس نے انتہائی فدائیت کے رنگ میں اپنی زندگی کی ہر گھڑی اور اپنی جان تک قربان کر رکھی تھی۔

بالآخر ایک جامع نوٹ پر اپنے اِس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ ہمارے بڑے ماموں حضرت ڈاکٹر میر محمدؐ اسمٰعیل صاحب مرحوم رضؓ نے میری تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق اور اوصاف کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ **اَشجعُ النّاس** تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو۔ چشم پوشی۔ فیاضی۔ خاکساری۔ وفاداری۔ سادگی۔ عشقِ الٰہی۔ محبتِ رسولؐ۔ ادبِ بزرگانِ دین۔ ایفاءِ عہد۔ حسنِ معاشرت۔ وقار۔ غیرت۔ ہمّت۔ اُولوالعزمی۔ خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے ......

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اُس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچّہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اُس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں **خدا کی قسم کھا کر** کہتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر۔ آپ سے زیادہ **خوش اخلاق**۔ آپ سے زیادہ نیک۔ آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا۔ آپ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبّت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے **شاداب** کر گئی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ سوم کی آخری روایت کا ملخّص)

یہی میری بھی چشم دید شہادت ہے اور اسی پر مَیں اپنے اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلٰی مُطَاعِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔

خاکسار مرزا بشیر احمد
ربوہ ۳ دسمبر ۱۹۵۹ء

نقد و تبصرہ

اصحابِ کہف کے صحیفے

ازمکرم شیخ عبد القادر صاحب

ملنے کا پتہ:۔ حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد ۱۴ امین بازار گوالمنڈی۔ لاہور

مکرم شیخ عبد القادر صاحب ہماری جماعت کے ان ممتاز اہلِ قلم میں سے ہیں جو عیسائی لٹریچر اور اناجیل کے متعلق جدید تحقیقات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی بعد از واقعہ صلیب کے متعلق آپ کے محققانہ مضامین اکثر احباب کی نظر سے گذرے ہوں گے۔

زیرِ نظر کتابچہ جو ۹۰ صفحات پر مشتمل ہے آپ کی ایک تازہ تصنیف ہے اس کتابچہ سے متعارف کرانے کے لئے ہم اس کے پیش لفظ کا ایک حصہ درج کرتے ہیں:۔

"فلسطین کے مشرق میں وادیٔ قمران کے غاروں سے ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک بیش بہا صحائف دستیاب ہو چکے ہیں یہ صحیفے جو کہ "Dead Sea Scrolls" کے نام سے موسوم ہیں۔ قرنِ اوّل کے عیسائیوں کا مقدس ورثہ اور ترکہ ہیں۔ جو کہ انیس سو سال کے بعد پھر عیسائی دنیا کے ہاتھوں میں منتقل ہوا۔ ان آثار میں عہد عتیق کے نوشتے فرستادۂ حق (حضرت مسیح علیہ السلام) کے زبور حواریوں کی تحریرات اور ابتدائی عیسائیوں کا لٹریچر شامل ہے۔ ان صحائف پر بین الاقوامی ماہرین کی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ خود عیسائی علماء اور محققینِ عالم نے اس خزانہ کو برآمد کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ابھی تک صرف غار نمبر ا کے صحیفے شائع ہوئے ہیں۔ باقی دس غاروں میں برآمد ہونے والا لٹریچر آئندہ پندرہ سالوں میں مختلف مراحل سے گذر کر اشاعت پذیر ہوگا۔

شائع شدہ صحائف کے پیشِ نظر اب یہ امر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے عقائد بالکل وہی تھے جو قرآن مجید نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔

صلیبی موت سے نجات۔ فلسطین سے ہجرت۔ دنیا کے وسیع میدانوں میں سیاحت کا ذکر صحائفِ قمران میں صاف لفظوں میں آیا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفاتِ مسیحؑ کے متعلق بے مثال تحقیق کی صداقت اب اظہر من الشمس ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لکھے ہوئے زبور پہلی دفعہ دنیا کے سامنے ہوئے ہیں۔ ان زبوروں سے قرآنی بیانات کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔

الغرض یہ جدید انکشاف عیسائیت کی دو ہزار سالہ تاریخ میں فقید المثال اور ایک عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ میں ان صحائف پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے"

مندرجہ بالا سطور سے اس کتابچہ کے موضوع اور اس کی اہمیّت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ احباب کو اسے بکثرت خریدنا پڑھنا اور تقسیم کرنا چاہیئے۔

تقریبِ رخصتانہ

مؤرخہ ۷ فروری ۱۹۶۰ء بروز اتوار بعد نماز مغرب شفیقہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری نور محمدؐ صاحب کی تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح میرے حقیقی بھائی چوہدری محمدؐ اشرف صاحب ابن چوہدری محمدؐ انور صاحب (مرحوم) کے ساتھ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر چوہدری محمدؐ شجاعت علی صاحب سینیئر انسپکٹر بیت المال ربوہ نے پڑھا تھا۔ تقریبِ رخصتانہ میں دیگر مقامی احباب کے علاوہ حضرت مولانا محمدؐ ابراہیم صاحب بقاپوری اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے بھی شرکت فرمائی۔ اجتماعی دعا حضرت مولانا بقاپوری صاحب نے کرائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیرت و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

(محمدؐ اصغر قمر۔ ربوہ)

"ہم چین کی شرائط پر گفت و شنید نہیں کریں گے" (راجندر پرشاد)

پاکستان سے بہتر تعلقات پیدا ہونے پر بھارتی صدر کا اظہار اطمینان

نئی دہلی ۹ر فروری :- صدر راجندر پرشاد نے کل صبح بھارتی پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اور چین کے درمیان سرحدوں کے بارے میں جو اختلاف پیدا ہو گئے ہیں۔ بھارت چاہتا ہے۔ کہ انہیں پرامن بات چیت کے ذریعے رفع کر دیا جائے۔ لیکن وہ چین کی پیش کردہ شرائط پر یہ گفت و شنید شروع نہیں کریگا۔ آپ نے کہا بھارت مناسب وقت آنے پر اور مناسب شرائط پر بات چیت شروع کریگا۔

صدر راجندر پرشاد نے چین پر الزام عائد کیا۔ کہ چین بقائے باہم کے اصولوں کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اور اس نے معاہدہ شکنی کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ بھارت کی پالیسی یہ ہے۔ کہ مناسب شرطوں کے تحت ہونے والی بات چیت کے لئے کوشاں رہے ساتھ ہی بھارت یہ بھی چاہتا ہے۔ کہ دفاع کے بارے میں بالکل چوکس رہے۔ بھارت جہاں پرامن طریقے پر بات چیت کے ذریعے اختلاف مٹانے کو تیار ہے وہاں وہ ہر انچ زمین کے دفاع کا بھی عزم صمیم کئے بیٹھا ہے۔ آپ نے کہا دنیا کی رائے عامہ چین کے اقدام کے خلاف ہے۔ اور بھارت کو توقع ہے کہ یہ رائے عامہ جلد ہی چین کو مشترک سرحدوں کے بارے میں مفاہمت کرنے پر مجبور کر دیگی۔ اور یہ سرحدیں طویل عرصہ پیشتر معاہدوں اور رسم و رواج کی بنیاد پر متعین ہو چکی ہیں۔ آپ نے کہا کہ چین اور بھارت کے دوستانہ تعلقات کے قیام کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ مشترکہ سرحدات کا احترام کیا جائے۔ بھارت کے عوام کی دلی خواہش یہ ہے۔ کہ اس حقیقت کا احساس جلد کیا جائے۔ کیونکہ دونوں ملکوں کی بھلائی اسی میں مضمر ہے۔ آپ نے کہا میری حکومت نے اس سلسلے میں جو پالیسی اختیار کی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ اس کی وجہ سے چین کو ہمارے پکے ارادے کا اچھی طرح علم ہو جائے گا۔

صدر راجندر پرشاد نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا کہ عالمی کشیدگی کم ہو رہی ہے۔ اور سربراہوں کی کانفرنس کے لئے میدان صاف ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے کہا ہلاکت انگیز ہتھیاروں کے تجربے بند ہو جانے چاہئیں :

صدر راجندر پرشاد نے پاکستان اور بھارت کے تعلقات کا بھی ذکر کیا اور کہا حال ہی میں ان تعلقات میں جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ وہ میرے لئے موجب اطمینان ہے۔ مجھے توقع ہے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات اور بھی بہتر ہو جائیں گے۔ آپ نے سرحدی امور کے سمجھوتوں کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ان کی وجہ سے حد بندی کے کام میں بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔ آپ نے کہا مالی امور میں بھی دونوں ملکوں کی بات چیت خاصی آگے بڑھی ہے۔ اور مجھے توقع ہے۔ کہ نہری پانی کا جھگڑا بھی جلد رفع ہو جائے گا :

کیرالا میں مخلوط حکومت قائم ہو گی

ٹریونڈرم ۹ر فروری :- کیرالا کانگرس پارٹی کے صدر مسٹر شنکر جن کی پارٹی نے پچھلے ہفتے کے عام انتخابات میں اسمبلی کی ایک سو چھبیس نشستوں میں سے ترسیٹھ حاصل کر لی تھیں۔ آج ایک بیان میں کہا کہ صوبے میں کسی قسم کی مخلوط حکومت قائم کی جائیگی آپ نے کہا کیرالا میں صرف کانگرس کی وزارت قائم نہیں ہوگی۔ مسٹر شنکر کل پانچ رکنی وفد کے قائد کی حیثیت سے دہلی جائیں گے۔ جہاں وہ کانگرس کے مرکزی پارلیمانی بورڈ سے وزارت کے قیام کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کریں گے۔

پرجا سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر پلائے نے آج بمبئی میں کہا کہ کمیونسٹوں کے خلاف جو متحدہ محاذ قائم ہے۔ وہ باقاعدہ جاری رہے گا۔ آپ نے کہا انتخابات کے نتائج ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کمیونسٹوں کو ابھی تک کیرالا میں اچھی خاصی تائید حمایت حاصل ہے۔ کیرالا کی ایک اور اطلاع کے مطابق کیرالا میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی قائم کر دی گئی ہے مسٹر اے ایم سیٹھی اس کے لیڈر منتخب ہوئے ہیں۔ یہ پارٹی کانگرس پارلیمنٹری پارٹی سے صوبے میں وزارت کے قیام کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کریگی

"طبقاتی کشمکش سرمایہ دارانہ نظام کی تباہی کا باعث نہیں بن سکتی"

ہنگری کے سابق وزیر خارجہ کی طرف سے مارکس کے نظریہ کو چیلنج

دیانا ۹ر فروری :- ہنگری کے ایک ممتاز مؤرخ اور سابق وزیر خارجہ ایرک مولنر نے کارل مارکس کے اس بنیادی نظریئے کو چیلنج کیا ہے۔ کہ سرمایہ دارانہ نظام اپنے داخلی تضاد کے باعث خود بخود ختم ہو جائے گا۔

مسٹر ایرک مولنر نے جو ۱۹۵۰ء میں ہنگری کے وزیر خارجہ اور ۱۹۵۶ء کی جدوجہد آزادی تک وزیر انصاف کے عہدے پر فائز تھے۔ یہ بات اپنی تازہ ترین کتاب "ہمعصر سرمایہ داری کے بعض معاشی مسائل" میں کہی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے ہنگری کے کمیونسٹ حلقے بے حد پریشان ہیں۔ اور سرکاری دار الاشاعت کے منتظمین سے سخت باز پرس ہو رہی ہے۔

ہنگری کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعے ایرک مولنر کی مذمت کی ہے اور حکومت سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ایرک مولنر اگرچہ اب پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے رکن نہیں رہے۔ لیکن انہوں نے پارٹی سے تعلق مکمل طور پر قطع نہیں کیا۔

ایرک مولنر نے لکھا ہے۔ کہ کارل مارکس کا یہ نظریہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ کہ سرمایہ دارانہ نظام کے اندر تضاد ہے۔ اور یہ تضاد ایک دن اس نظام کی موت کا باعث ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ملکوں، خاص کر برطانیہ اور امریکہ میں مختلف طبقے جس طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ طبقاتی کشمکش سرمایہ دارانہ معاشرے کی تباہی کا باعث نہیں بن سکتی :-

سیٹو کے سیمینار میں وزیر داخلہ جنرل شیخ کی تقریر

(بقیہ صفحہ اوّل)

تک انسانیت کے ذہن کو گمراہ کرنے کے لئے تمام تخریبی حربے استعمال کئے جائیں ظاہر ہے کہ اس صورت میں اشتراکیت کا خطرہ کم نہیں ہوا بلکہ ایک لحاظ سے اس خطرہ میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے سیمینار میں شرکت کرنے والے دانشوروں کا فرض ہے وہ عوام کو پراپیگنڈے کے شکاریوں کے اس نئے جال سے آگاہ کریں۔

جنرل شیخ نے کہا کہ سیٹو کے تمام رکن ممالک کے ماہرین کو پراگندہ خیال دانشوروں اور ایسے افراد کا نوٹس لینا چاہیئے جو بعض سماجی بے انصافیوں کے خلاف احتجاج کے طور پر یا محض نظریہ پرستی کے جذبہ کے تحت کمیونسٹوں سے جا ملتے ہیں۔ آپ نے کہا ایسے دانشوروں اور نوجوانوں کو تخریب پسند اشتراکی نظریہ کی بجائے صحت مند متبادل نظریہ مہیا کیا جا سکتا ہے اور انہیں یہ احساس دلایا جا سکتا ہے کہ انسانیت کی بہبود کے لئے وحشیانہ کارروائیاں کرنا ضروری نہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر سیٹو کا ہر رکن ملک اپنے لئے الگ نظریہ اختیار کر سکتا ہے تاہم اس سیمینار کے ماہرین اعداد و شمار اور تاریخی حقائق کی بنا پر ثابت کر سکتے ہیں کہ اشتراکیوں کی طرف سے جو وعدے کئے جاتے ہیں۔ ان کی تکمیل ناممکن ہے۔ جنرل شیخ نے کہا کہ میں تخریب پسند اشتراکی نظریہ کا ماہر نہیں ہوں۔ تاہم میرے جیسے شخص کو بھی یہ اچھی طرح پتہ ہے کہ اشتراکی نظام میں بے پناہ تضاد پایا جاتا ہے جس کی مثالیں آئے دن ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔

آپ نے کہا کہ اس موقف کی تائید میں ایک واضح مثال یہ ہے کہ اشتراکی نظریہ میں بظاہر یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس نظریے کی فتح کی صورت میں بے زمین لوگوں کو زمین مہیا کی جائے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی اس نظریہ کی فتح ہوئی ہے وہاں لاکھوں چھوٹے مالکان اراضی کو تباہ و برباد کیا گیا ہے اور اس طرح ہر شخص کو اراضی سے محروم کر کے سرکاری انتظام کے تحت کاشتکاری کا طریقہ رائج کیا گیا ہے۔

آپ نے کہا کہ اس کے برعکس ہمارے ہاں حال ہی میں نہایت پر امن زرعی اصلاحات کا نفاذ ہوا ہے۔ یہ اصلاحات سماجی انصاف اور غریبوں کی فلاح و بہبود کے جذبہ کے تحت نافذ ہوئی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہمارے مذہب کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جس کسی کے پاس کوئی چیز فالتو ہو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے بھی دوسروں کو حصہ دار بنائے اس مسلمہ اصول کی بنا پر ہماری زرعی اصلاحات کو عوام کی بہت تائید حاصل ہوئی اور اس طرح یہ کام کسی تشدد یا خونریزی کے بغیر انجام پا گیا۔ آپ نے کہا کہ ہمارا مذہب خونریزی کے سخت خلاف ہے اور ہمیں واضح احکام یہ ہیں کہ ہم نوع انسان کے لئے دائمی امن کی خاطر جدوجہد کرتے رہیں۔

جامعہ احمدیہ میں سالانہ تقریری مقابلے

(بقیہ صفحہ اوّل)

نے مقابلوں کے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں پہلے عربی زبان میں اور پھر اردو زبان میں تقریری مقابلہ ہوا۔ ججوں کے فیصلے کے مطابق عربی مقابلے میں سید داؤد احمد انور اول اور عبد الشکور دوم رہے نیز قریشی محمد اسلم نے سپیشل انعام حاصل کیا۔ اردو مقابلہ کے معیار اول میں سید داؤد احمد انور اوّل اور قاضی نعیم الدین دوم قرار پائے اور سپیشل انعام عبد الحکیم جوزا کے حصے میں آیا۔ معیار دوم میں اول پوزیشن مرزا محمد اکرم صاحب نے اور دوم پوزیشن انڈونیشیا کے محی الدین صاحب نے حاصل کی اور سپیشل انعام کے حق دار لئیق احمد قرار پائے منصفی کے فرائض مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب اور الاستاذ ملک مبارک احمد صاحب نے ادا فرمائے۔

پنجاب یونیورسٹی نادر قلمی نسخے خریدے گی

لاہور ۱۰ فروری۔ پنجاب یونیورسٹی کے لائبریرین مسٹر عبد الرحیم نے ایک بیان میں کہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں عربی فارسی اور اردو مخطوطات کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو اس کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ یونیورسٹی اس سرمایہ میں اضافہ چاہتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جن با ذوق اہل علم کے پاس علمی اور ادبی کتابوں کے نادر قلمی نسخے محفوظ ہوں۔ یونیورسٹی ان کے خریدنے کی پیش کش کرے گی چنانچہ میں تمام ایسے حضرات سے جن کے پاس مفید اور نادر قلمی نسخے موجود ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ انہیں یونیورسٹی لائبریری کے سپرد کرنے کے خواہشمند ہوں تو وہ ازراہ کرم اس سلسلہ میں مجھ سے خط و کتابت کریں۔

تردید بہائیت میں مفید کتابیں

سنہ ۱۹۴۲ء میں خاکسار نے تردید بہائیت میں ایک کتاب شائع کی تھی۔ جس میں اہل بہا کے عقائد اور تاریخی حالات کے علاوہ ان کی مخفی شریعت کی کتاب بھی بجنسہٖ طبع کرا دی تھی۔ آج بیس سال گزرنے کے باوجود بہائیوں کو اس کتاب کے جواب کی جرأت نہیں ہوئی۔ استاذنا المحترم مفتی سلسلہ احمدیہ سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ:

"میں نے جناب مولوی ابوالعطاء صاحب کی کتاب اوّل سے آخر تک توجہ اور غور سے پڑھی ہے۔ مولوی صاحب نے اس کتاب کی اشاعت کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی ایک اعلیٰ خدمت کی ہے۔ بہائیت ایک فتنہ ہے۔ میرے خیال میں مولوی صاحب نے اس فتنہ کے مٹانے میں وہ کام کیا ہے۔ جو اس وقت تک جہاں تک میرا علم ہے۔ کسی اور نے نہیں کیا۔ یہ ایک صحیح اور سچا مقولہ ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا۔ اس کے مطابق اس کتاب کو پڑھنے سے احمدیت کی شان سورج کی طرح درخشندہ ہو جاتی ہے۔"

(الفضل ۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء)

اب اس کتاب کا نیا ایڈیشن مزید اضافہ کے ساتھ دو حصوں میں شائع کیا گیا ہے (۱) بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے (۲) بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ۔ ان دونوں رسالوں کے پڑھنے سے بہائیت کے متعلق پوری واقفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ چار سو صفحات کے دونوں رسالوں کی قیمت علاوہ محصولڈاک چار روپے ہے صرف ایک سو کاپی موجود ہے۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج کے مقررین کی کامیابی

(بقیہ صفحہ اوّل)

کالج کے آل پاکستان مباحثے میں بھی آپ دوم رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی مبارک کرے۔ آمین

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لاء کالج لاہور کے آل پاکستان انٹر کالیجیئٹ انگریزی مباحثہ میں جو ۱۸ر جنوری کو منعقد ہوا تھا۔ تعلیم الاسلام کالج کے محمود الیس کونٹے آف سیرالیون مغربی افریقہ متعلم سیکنڈ ایئر کلاس نے چوتھی پوزیشن حاصل کی تھی اس مباحثہ میں پاکستان کے ۳۱ کالج شریک تھے۔ اور اکثر طلباء پوسٹ گریجوایٹ کلاسز میں تعلیم پانے والے تھے۔ اور یونیورسٹی سپیکرز تھے۔ اس لحاظ سے محمود الیس کونٹے کی یہ کامیابی کچھ کم نمایاں حیثیت کی حامل نہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں یہ کامیابی مبارک کرے۔ (آمین)

درخواست ہائے دعا

محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ عنہ کی طبیعت چند دنوں سے ضعف اور بلڈ پریشر کی وجہ سے زیادہ ناساز ہے۔ احباب سے ان کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

۲۔ میرا بچہ عزیز محمد اقبال کومرس میں کمیشن کے آخری امتحان میں شامل ہو رہا ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اسکی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(ملک معوذ صفا خان اڈہ طارق ٹرانسپورٹ ربوہ)

اعانت الفضل

مکرم شیخ فضل محمد صاحب کلاتھ مرچنٹ صدر بازار اوکاڑہ نے اپنے بچے کی پیدائش کی خوشی میں مبلغ ۵/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ بچے کا نام محمد انور تجویز کیا گیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنائے اور لمبی صحت والی عمر عطا کرے۔

(مینیجر الفضل)